U768.

Title - RISALA MAUYADUL QURAAN.

Creator - Ali Bakhsh.

Publisher - Matba Naami Munshi Nawal Kishore (Lucknow)

Date - 1291 maybe.

Pages - 52.

Subjects -

رسالۂ مؤید القرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل علی رسولہ قرآنًا عربیًا غیر ذی
عوج لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ
وجعلہ معجزًا ابدیًا لو اجتمعت الجن والانس لا
یاتون بمثلہ۔ والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمدن
الذی بعثہ اللہ بافصح کلامہ وابلغ نظامہ۔ الی عبادہٖ
لتبلیغ احکامہ وعلٰی الہ وصحبہ الذین
بذلوا جہدہم باجماعہم۔ فی حفظہ وجمعہ واشاعتہ اما بعد
احقر العباد علی بخش عفی عنہ خدمت میں اہل اسلام کے
عرض کرتا ہے کہ فی الحال میرے ایک دوست نے

وابی جہیم بن الحارث بن الصمہ هذا حدیث
حسن صحیح قد روی عن ابی بن کعب من غیر وجہ
اور صحیح بخاری میں ہے باب انزل القرآن علی سبعۃ احرف
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اقرأنی جبریل علی
حرف فراجعته فلم ازل استزیدہ ویزیدنی حتی
انتہی الی سبعۃ احرف اور صحیح نسائی میں ابن عباس کی
روایت ابی بن کعب سے اوسیطرح کی ہے جو مذکور ہوئی
اور بعض روایت میں یہ الفاظ ہیں ثم اتاہ الثانیۃ فقال
علی حرفین ثم اتاہ الثالثۃ فقال علی ثلاثۃ احرف ثم جاءہ الرابعۃ
فقال ان اللہ یامرک ان تقرأ علی سبعۃ احرف فایما حرف
قرءوا علیہ فقد اصابوا انتہی کما ذکرہ القسطلانی
اور صحیح مسلم میں بھی جو حدیث مذکور ہے مضمون اوسکا قریب
قریب حدیث صحیح بخاری کے ہے اسقدر الفاظ زیادہ ہیں
فرددت الیہ ان ہوّن علی امتی بقیتہ الحاصل
تمام روایات کے جمع کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ واسطے
آسانی مختلف فرقوں واقوام قبائل عرب کی اجازت پڑھنے کی
بعض الفاظ کی نسبت اپنے اپنے محاورہ کے ہر اقوام کو دی گئی تھی
اور حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ دیکھا تھا
کہ میری امت میں بوڑھے اور لڑکے اور ضعفا اور کم عقل اور
اسیطرح کے لوگ عرب میں موجود ہیں اور انکے بول چال محاورہ
ایک قبیلہ واحد نہیں ہیں تو خدا سے درخواست کی تھی کہ محاورات
مختلفہ میں پڑھنے کی اجازت ملے اور پھر بار بار اجازت ملی
یہاں تک کہ سات لہجہ کی لغات میں پڑھ لینے کی

اجازت نازل ہوئی اور وجہ اسکی صاف ظاہر ہے کہ خاص
قریش کے محاورہ پر جو قرآن نازل ہوا ہے اسکی پابندی
تمام عرب کی اقوام مختلف مقامون کے رہنے والون سے فوراً
نہین ہو سکتی تھی مثلاً دہلی اردوے معلی کی زبان کا دفعۃً
واحدۃً پابند ہو جانا اہل قریات تمام ہندوستان کا خالی
وقت سے نہین ہے ہان رفتہ رفتہ بعد مشق روزمرہ وتصحیح
محاورہ کی بدولت صحبت وتعلیم افصح الفصحا کے وہ وقت
جاتی رہتی ہے جو ابتدا مین واقع رہتی ہے خصوصاً جاہلون
اور بچون اور عورتون کو بڑی مشکل سے اپنا روزمرہ بدلنا
آسکتا ہے - اسیطرح عرب مین جب قرآن شریف خاص لسان
قوم فصیح وبلیغ قریش کے محاورہ پر نازل ہوا تھا تو دیگر اقوام
کے لوگ جو بجاے کسی لغت قریش کے دوسرا لغت بولنے کی
عادی تھے یا اوسی لغت کو تھوڑے سے تبدیل کے ساتھ بولتے
رہے تھے گھبرانے لگے اور نماز مین وقت اوٹھانے لگے
اور ایک دوسرے سے جھگڑنے لگا اور غصہ کرنے لگا -
اور بعض قوم کو حمیت سابقہ کا بھی خیال تھا کہ ہم اپنا محاورہ
کسواسطے ترک کرین سب طرح کی خلقت خدا کی ہوئی ہے
مگر رسول اللہ صلعم تو سب کے واسطے رحمت عام تھے خدا سے
باربار التجا کرتے رہے کہ ان لوگون کو وسعت دیجاے تاکہ
اپنے محاورہ مین اگر کسی لفظ کے بدلے دوسرا لفظ متحد المعنی
یا اوسی لفظ کی جگہ تغیر وتبدیل کے ساتھ انکی زبان سے نکل
سکے تو معاف فرمایا جاوے چنانچہ ایسا ہی حکم ہو گیا - اور
جبرئیل نے حضرت کو اوس طرح بھی عرض کر دیا جسطرح لغات

مختلفہ مین خدا نے وسعت دینی منظور فرمائی اسیواسطے
لفظ انزل کا اوس اجازت اور وسعت کے باب مین وارد
ہوا ہے چنانچہ صحیح بخاری مین نزاع ہونا درمیان حضرت
عمر فاروق رض اور ہشام رض کے قصہ تلاوت سورہ فرقان مین حدیث مین
موجود ہے اور جب وہ جھگڑا حضور مین سید المرسلین صلعم
کے پہونچا تو آپ نے دونون کی قرأت کو سنکر کذالک انزلت
فرمایا اور یہ ارشاد ہوا کہ ان هذا القرآن انزل علی سبعة احرف
وجہ نزاع کی درمیان ہشام رض اور حضرت عمر کے یہ تھی کہ دونون
یہی فرماتے تھے کہ ہمکو حضرت رسول صلعم نے ایسا ہی تعلیم کیا ہے
اسیواسطے حدیث موصوف سے یہ بات نکلتی ہے کہ باوجود
اجازت اور وسعت سبعۂ احرف کے بھی حضرت رسالت صلعم
کی زبان وحی ترجمان سے سننا بھی ضرور سمجھا جاتا تھا یہ حکم نہ تھا
کہ ہر شخص اپنے محاورہ مین جو لفظ چاہے بولنے لگے چنانچہ
قسطلانی شرح صحیح بخاری مین لکھتے ہین لکن الاباحة المذکورة
لم تقع بالتشهی ای ان کل واحد یغیر الکلمة بمرادفها
فی لغته بل ذلك مقصور علی السماع
من رسول الله صلی الله علیه وسلم
کما یشیر الیه قول کل من عمر وهشام
اقرأنی النبی صلی الله علیه وسلم فائدہ یہ نہ سمجھنا چاہیے
کہ اختلاف احرف سے اختلاف معنی بھی جائز تھا ہرگز نہین
صرف اپنے محاورہ کا لفظ مترادف المعنی بولنے کی وسعت
نازل ہوئی تھی مثلاً اقبل وتعال وهلم وعجل
واسرع وانظر و[illegible]

سو یہ میرے قول کی سند ہے یہ عبارت اتقان کی الثانی ان
المراد سبعة اوجه من المعانی المتفقة بالفاظ مختلفة
نحو اقبل وتعال وهلم وعجل واسرع والی هذا
ذهب سفیان بن عیینة وابن جریر وابن وهب
وخلائق ونسبه ابن عبد البر الی اکثر العلماء
+ ویدل علیه ما اخرجه احمد والطبرانی من حدیث
ابی بکرة ان جبریل قال یا محمد اقرأ القرآن علی
حرف قال میکائیل استزده حتی بلغ سبعة احرف قال کل
شاف وکاف ما لم تخلط آیة عذاب برحمة او رحمة
بعذاب نحو قولك تعال واقبل وهلم واذهب
وعجل هذا اللفظ روایة احمد واسناده جید + واخرج احمد والطبرانی
عن ابن مسعود نحوه الی قوله عن ابی بن کعب انه کان
یقرأ کلما اضاء لهم مشوا فیه مروا فیه سعوا فیه + وکان ابن مسعود
یقرأ للذین آمنوا انظرونا امهلونا اخرونا بلفظ
اب تو مجھکو شک نہ رہا کہ وہ [illegible] ثابت ہے جسمیں [illegible]
اختلاف معنی نہ ہوا ہو - اور احمد و طبرانی وغیرہ کی روایت سے بھی
ثبوت کلی اس مدعا کا ہوچکا اور یہ اجازت [illegible]
واقوام مختلفہ کے واسطے ابتدا نزول وحی میں [illegible]
چنانچہ وہ روایت جو طریق عون بن عبد اللہ سے اتقان میں ہے
اسکے الفاظ یہ ہیں ان ابن مسعود اقرأ رجلا ان شجرت
الزقوم طعام الاثیم + فقال الرجل طعام الیتیم فردها
علیه فلم یستقم بها لسانه فقال اتستطیع ان تقول
طعام الفاجر قال نعم قال فافعل

کرتے ہین اور اسیکو حضرت عثمان نے جمع کیا اور اسیکو زید بن
ثابت نے حضرت رسول صلعم کی حیات مین لکھا تھا اور یہی قرآن
بعینہٖ صدیق اکبرؓ کے زمانہ مین جمع ہو چکا تھا اور اب ہی حضرت
حفصہؓ کے پاس بھی موجود تھا اور جس لغت پر اب موجود ہے
یہی موافق اوس عرضہ کے ہے جو سال وفات سرور کائنات علیہ
التحیۃ والصلواۃ مین دوبار جبرئیل امین نے سنایا اور پڑھایا تھا
اور بعض اصحابؓ اوس عرضہ اخیرہ مین موجود بھی تھے اور حضرت
صلعم پر چونکہ وحی نازل ہوتی رہتی تھی سلسلہ تنزیل کا جاری تھا
لہذا عرضہ اخیرہ کے بعد ترتیب موجودہ قائم ہوئی اور تمام صحابہ
جو حافظ قرآن تھے اور حضور مین سید الانبیاء صلعم کے شرف
صحبت اکثر حاصل کرتے تھے ترتیب و لغت موجودہ کے عالم اور
واقف تھے اوسی ترتیب کو اور اوسی لغت قریش کو کاتبین
وحی اور حفاظ و علماء وحی کے اہتمام سے جمع صحابہ مین خلافت
راشدہ مین جمع کرنیکا اتفاق ہوا اور اوسی پر اجماع منعقد تھا اور
اور جسقدر نسخے مین اپنے اپنے مذاق اور فوائد تفسیر دانی کے
لحاظ سے بعض صحابہ کرام کے پاس تھے وہ معدوم ہو گئین کیونکہ
کسی نے اس نظر سے کہ سمجھو ترتیب نزول سے ہر ایک سورہ
اور آیت کا زمانہ و شان نزول فراموش نہو گا موافق ترتیب
تنزیل کے جمع کر رکھا تھا بعضون نے چند سورتین ایک جگہ
جمع کر رکھی تھین بعض کے پاس پورا جمع نہ تھا بقدر اپنی یاد کے
کچھ لکھ رکھا تھا بعض نے کچھ الفاظ بطور تفسیر و معنی کے بھی ساتھ ساتھ
کلام الہی کے ملا دیے تھے غرض کہ ہر طرح جسکی سمجھ مین آیا اسے نزول کی
خواہش تھی کچھ جمع کر رکھا تھا جیسا کہ اب بھی بعض اشخاص مجموعہ

فسیالشاہ فقال ماترک الا ما بین الدفتین بلفظہ
اور تواتر قرآن کا ایسے پوشیدہ نہیں ہے محتاج ثبوت و برہان نہیں رہا ہے
ہر عہد میں ہزاروں لاکھوں حافظ اوسکے چلے آئے ہیں اور انشاء اللہ
تعالی تا قیامت ہوتے رہیں گے اور خدا تعالے نے اوسکی حفاظت کا
وعدہ کیا ہے وانا لہ لحافظون فرمایا ہے اور تحریف
(کسی طرح کی کیوں نہو) باطل ضرور ہوگی مگر کلام اللہ میں باطل کا دخل
کسیوقت میں ہونے پاویگا چنانچہ خود جناب باری تعالی کا ارشاد ہے
لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ الآیۃ
اور جمع ہونا قرآن شریف کا خاص لغت قریش پر خلافت راشدہ
میں اور موافق ہونا اوسکا عرضۂ اخیرہ جبرئیل ع سے قسطلانی کی اس
عبارت شرح حدیث سے بھی ثابت ہوتا ہے حدیث یہ ہے
عن ابی ہریرہ قال کان یعرض علی النبی صلی اللہ
علیہ وسلم القرآن کل عام مرۃ فعرض علیہ مرتین فی
العام الذی قبض قسطلانی لکھتے ہیں (ای فی رمضان ۱۲) واختلف ہل کانت
العرضۃ الاخیرۃ بجمیع الاحرف السبعۃ او بحرف
واحد منہا وعلی الثانی فہل ہو الحرف الذی
جمع علیہ عثمان الناس او غیرہ فعند احمد وغیرہ
من طریق عبیدۃ السلمانی ان الذی جمع علیہ عثمان
الناس موافق للعرضۃ الاخیرۃ ونحوہ عند الحاکم
من حدیث سمرۃ واسنادہ حسن وقد صححہ
ہو واخرج ابن عبید من طریق داؤد
ابن ابی ہند قال قلت للشعبی قولہ تعالے
شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

اما كان ينزل عليه في سائر السنة قال بلى

ولكن جبرئيل كان يعارض مع النبي صلى الله

عليه وسلم في رمضان ما انزل الله فيحكم الله ما يشاء

وينسخ ما يشاء فكان العرض في عرضه مرتين في

سنة الوفاة استقراره على ما كتب في المصحف العثماني

والاقتصار عليه وترك ما عداه بلفظه اور قسطلانی نے

وسعت واباحت سبعہ احرف اور پھر اوسکی باقی نہ رہنے کو باین الفاظ لکھا ہے

وهل هي باقية الى الان يقرأ بها ام كان ذلك ثم استقر

الامر على بعضها والى الثاني ذهب الاكثر كسفيان

بن عيينة وابن وهب والطبري والطحاوي

وهل استقر ذلك في الزمن النبوي

ام بعده والاكثر على الاول واختاره القاضي

ابو بكر بن الطيب وابن عبد البر وابن العربي

وغيرهم لان ضرورة اختلاف اللغات ومشقة

نطقهم بغير لغتهم اقتضت التوسعة عليهم في اول

الامر فاذن لكل ان يقرأ على حرفه اي طريقته في اللغة

الى ان انضبط الامر وتدربت الالسن وتمكن الناس

من الاقتصار على الطريقة الواحدة فعارض

جبريل عليه السلام النبي صلى الله عليه وسلم

القران مرتين في السنة الاخيرة واستقر على

ما هو عليه الان فنسخ الله تعالى تلك القراءات

المأذون فيها بما اوجبه من الاقتصار على هذه

القراءة التي تلقاها الناس الخ بلفظه

فلما كان العام الذى قبض فيه عارضه مرتين
فيرون ان تكون قراءتنا هذه على العرضة
الاخيرة انتهى اور شرح حديث جمع سور قرآن میں شرح السنة کی یہ عبارت ہے
البيان الواضح ان الصحابة رضى الله عنهم جمعوا بين
الدفتين القرآن الذى انزل من غير ان يكونوا زادوا
او نقصوا منه شيئا باتفاق منهم من غير ان
يقدموا شيئا او يؤخروه بل كتبوه فى المصاحف
على الترتيب المكتوب فى اللوح المحفوظ بتوقيف
جبرئيل عليه السلام على ذلك واعلامه عند كل
آية نزلت بموضعها وان كانت بلفظه اور یعنی قسطلانی شرح
صحيح بخاری ... ان قراءة ابى بكر وعمر وعثمان
وزيد بن ثابت والمهاجرين والانصار واحدة
وهى التى قرأها صلى الله عليه وسلم على جبريل
مرتين فى العام الذى قبض فيه وكان
زيد شهد العرضة الاخيرة وكان يقرأ
الناس بها حتى مات اعتمده الصديق فى
جمعه وولاه عثمان كتبة المصاحف
قال السفاقسى كان جمع ابى بكر خوف ذهاب
شئ من القرآن بذهاب حملته اذ
انه لم يكن مجموعا فى موضع واحد وجمع عثمان
لما كثر الاختلاف فى وجوه قراءته حين
قرأوا بلغاتهم حتى ادى ذلك الى تخطئة
بعضهم بعضا فنسخ تلك الصحف فى مصحف واحد

مقتصرا من اللغات علی لغة قریش اذ هی ارجحها
اور زید بن ثابت کاتب وحی کے اہتمام سے خلافت صدیق میں
جمع کیا جانا قرآن شریف کا صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہے
عن ابن شهاب ان ابن السباق قال ان زید
ابن ثابت قال ارسل الی ابو بکر رضی الله عنه قال
انك کنت تکتب الوحی لرسول الله صلی الله علیه وسلم
فاتبع القرآن فتتبعت الحدیث۔ تنبیہ
اس مقام پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حدیث میں کاتب وحی ہونا
زید بن ثابت کا مذکور ہے نہ کسی دوسرے کا ہے اور حال یہ ہے
کہ قرآن تو مکہ میں بھی نازل ہوا کرتا تھا اور زید بعد ہجرۃ کے ایمان
لائے ہیں تو وہ مدینہ میں تھے نہ مکہ میں تو انھون نے مکہ میں کیونکر
کتابت وحی کی فرمائی ہوگی۔ اسکا یہ جواب ہے کہ کاتبین وحی حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابہ تھے زید سے پہلے ابی بن کعب
کاتب تھے اور اول سب سے مدینہ میں زید بن ثابت نے
کتابت شروع کی تھی اور چونکہ وہ کثرت سے کتابت کرتے تھے
اور عرضہ اخیرہ میں بھی موجود تھے اور ابتداء نزول سے اخیر تک
قرآن موافق عرضہ اخیرہ کے جانتے تھے اور حضرت صلعم کو
سنا چکے تھے لہذا اونہین کے ذمہ اہتمام جمع کرنے کا خلافت
صدیق میں رکھا گیا تھا اور حدیث میں اونہین کے نام پر
اختصار کیا گیا ورنہ اوس سے یہ لازم نہین آتا کہ صدیق اکبر
نے اپنے اور جملہ مہاجرین و انصار کے اتفاق سے جمع نکرایا ہو
اور صرف زید ہی کے لکھنے پر قناعت کی ہو۔ اور مؤید میرے
قول کا ہے یہ امر کہ ارادہ جمع کرنے قرآن کا جسوقت صدیق نے کیا تھا

تو پہلے فاروق اعظم سے بحث ہو چکی تھی پس جبکہ ہر ایک بات مین
اتفاق ہو لیتا تھا تب عمل کیا جاتا تھا تو اتنے بڑے امر اہم
مین کیونکر اجماع و اتفاق نکر لیا جاتا اسیواسطے اقوال علماء دین
ائمہ فن حدیث و تفسیر کے جو ہین نے اوپر نقل کیے ہین سب
صحیح اور دافع اشتباہ ہین اور اوسی مصحف کی نقل وہ مصحف ہے
جو بعہد کاتبین وحی کے اہتمام اور اجماع صحابہ کرام سے عہد عثمان
غنی مین جمع ہو کر آج تک ہمارے پاس موجود ہے البتہ عہد
صدیق مین متعدد اشخاص کے پاس متفرق تھا اور اسیواسطے
آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم الخ خزیمہ انصاری کے پاس
زید کو ملی مگر اس سے کچھ شبہہ کی گنجائش نہین ہے کیونکہ زید کو
وقت تلاش کے صرف ایکہی شخص نے دی تو نفی کتابت
ماعدا خزیمہ کی لازم نہین آتی ہے قطع نظر اسکے جب ہزارون
حافظ پورے قرآن کے موجود تھے تو لکھا ہوا متفرق ہونا کچھ خلل انداز
تواتر و شہرت کا نتھا چنانچہ خود زید بن ثابت حافظ قرآن تھے
انہون نے خود ہی آیت مذکورہ کو یاد کرکے تلاش کر لیا تھا
پس کوئی شبہہ باقی نرہا والحمد للہ علی ذلک - اب ہم اوس
حدیث کو نقل کرتے ہین جسمین جمع قرآن عہد عثمان مین اہتمام
بلیغ اصلی لغت قریش مین لکھے جانے کا مذکور ہے اور ناسخین و
جامعین بھی وہی صحابہ تھے جو کمال حفظ قرآن و علم لغت مین
مامور تھے صحیح بخاری مین ہے کہ جب حذیفہ نے اختلاف لوگون
کا قرأت قرآن مین دیکھا تو عثمان غنی سے بیان کیا
حدیث قال فافزع حذیفۃ اختلافہم فی
القراءۃ فقال حذیفۃ لعثمان یا امیر المؤمنین

ادرک ھذہ الامۃ قبل ان یختلفوا فی
الکتاب اختلاف الیھود والنصاری
فارسل عثمان الی حفصۃ ان ارسلی الینا
بالصحف ننسخھا فی المصاحف ثم
نردھا الیک فارسلت بھا حفصۃ الی عثمان بامر زید
ابن ثابت وعبد اللہ بن الزبیر وسعید بن
العاص وعبد الرحمن بن الحارث بن ھشام
فنسخوھا فی المصاحف وقال عثمان
للرھط القرشیین الثلاثۃ اذا اختلفتم انتم
وزید بن ثابت فی شئی من القرآن فاکتبوہ
بلسان قریش فانما نزل بلسانھم ففعلوا حتی
اذا نسخوا الصحف فی المصاحف رد عثمان الصحف الی
حفصۃ فارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا الحدیث
اب بجز اس قول کی تصدیق میں حدیث لکھنی باقی ہے کہ حضرت
حفصہ کے پاس سے جو صحف طلب کرکے نقل کیا گیا وہ صحف جمع
کیا ہوا حضرت صدیق و فاروق کی خلافت کا تھا جس سے یہ نتیجہ
پیدا ہوتا ہے کہ اب جو قرآن موجود ہے خلافت راشدہ میں
ہوا ہے اوسکے کوئی دوسرا قرآن مجمع علیہ صحابہ کا نہ تھا۔ چنانچہ
صحیح بخاری میں جو حدیث جمع کرانے قرآن کی بحکم صدیق اکبر کے
باہتمام زید بن ثابت کے روایت کی ہے اوس میں بعد ذکر ترتیب
قرآن کے یہ الفاظ وارد ہیں فکانت الصحف عند ابی بکر
حتی توفاہ اللہ ثم عند عمر حیاتہ ثم عند حفصہ بنت عمر رضی اللہ
عنہ بلفظ قدر الحاجت۔ الحمد للہ کہ جو معنی سبعۃ احرف کے

ہوئی مگر پھر بھی اگر کوئی عالم مذہب اسلام اور مسلمانوں سے پوچھے
ور مطعون نہوگا نہ قرآن کے تواتر و صحت مین خلل آویگا مگر ہان یعنی
اب ہمکو ضرور ہے کہ اس شبہہ کو بھی رفع کرین جو ایک حدیث صحیح سے
پیدا ہوتا ہے جس مین بجاے سبعۃ احرف کے ثلثۃ احرف وارد
ہوا ہے اور وہ حدیث حاکم نے روایت کی ہے سمرہ سے اوسکے
الفاظ یہ ہین انزل القران علی ثلثۃ احرف جواب اس شبہہ کا
یہ ہے کہ اجازت و وسعت دفعۃً واحدۃً واسطے سات لغت کے
نہین ہوئی تھی بلکہ تھوڑی تھوڑی وسعت دی گئی تھی اسیواسطے حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ استزیدہ یعنے جبرئیل سے طلب زیادتی
وسعت کی مین کرتا رہا تاکہ جناب باری سے حکم زیادتی وسعت کا حاصل
کرا دین پس جائز ہے کہ سمرہ نے صرف تین حرف تک کی اجازت
سنی تھی اور روایت بھی کی تھی مگر بعدہ سات لغت تک کی اجازت
نازل ہوئی لامحالہ حدیث سبعۃ احرف راجح ہوگی نہ مرجوح مؤید میرے
قول کا ہے ابو شامہ کا قول جو قسطلانی نے نقل کیا ہے وہو ہذا
اراد ان انزل ابتداء علی ثلثۃ احرف ثم تزید الی سبعۃ
توسعۃ علی العباد والاکثر انہا محصورۃ
فی السبعۃ بلفظہ اور سوال ثانی بھی پیدا ہوتا ہے جسکا جواب
دینا ضرور ہے وہ یہ ہے کہ اگر سبعۃ احرف مین پڑھنے کی اجازت
ہوئی تو ممکن نہین کہ وہ لغات مختلفہ نہایت مرتبہ فصاحت و بلاغت
مین ہون اور اعجاز قرآن باقی رہے پھر کیونکر باوجود مفقود ہوجانے
بلاغت اور فصاحت اور اعجاز قرآنی کے اجازت سبعۃ احرف کی
مان لیجاے ایک جواب تو اس شبہہ کا یہ ہے کہ اصل نزول قرآن
شریعت کا لغت قریش پر ہوا تھا جو کمال مرتبہ فصیح و بلیغ تھا اور

اوسی سے مقابلہ مین فصحا و بلغا عاجز تھے اور وہ اباحت و اجازت
سبعۃ احرف کی بضرورت تھی دوم ہر لفظ قرآن کا معجز نہین ہے
نہ ہر آیت معجز ہے بلکہ ہر سورہ معجز ہے لہذا فأتوا بسورۃ
من مثلہ فرمایا ہے نہ کہ فأتوا بآیۃ پس اگر بعض
الفاظ کی جگہ اپنی لغت مین اجازت تلاوت کی ہوئی تو وہ نظم بلیغ و
معانی و مضامین و احکام و رشد و رشاد و تعلیم اخلاق و اخبار حالات
ماضیہ و موجودہ و مستقبلہ و کشف حالات قلوب و مکنونات ضمائر عباد
و صدق بیان و ترغیب و ترہیب و وعدہ و وعید وغیرہ کمالات ممتنع
الجواب تمام سورہ مین خلل انداز نہ تھے سوم جو سات حرف اختیار
کیے گئے تھے وہ بھی اوس قسم کے تھے جو فصاحت مین اگرچہ برابر
قریش کے نہون مگر بہ نسبت دیگر اقوام کے فصیح زیادہ تھے چنانچہ
اتقان مین ابو صالح سے قول ابن عباس کا مروی ہے قال نزل
القران علی سبع لغات منہا خمس بلغۃ العجز من ہوازن
قال والعجز سعد بن بکر و جشم بن بکر و نصر بن معاویۃ
و ثقیف و ہولاء کلہم من ہوازن و یقال علیا
ہوازن و لہذا قال ابو عمرو بن العلاء افصح العرب علیا
ہوازن و سفلی تمیم یعنی بنی دارم و اخرج ابو عبید
من وجہ اخر عن ابن عباس قال نزل القران
بلغۃ الکعبین کعب قریش و کعب
خزاعۃ قیل وکیف ذلک قال لان الدار
واحدۃ یعنی ان خزاعۃ کانوا جیران
قریش فسہلت علیہم لغتہم بلفظ لیس اعجاز قرآن
نہین کیونکہ خلل آسکتا تھا اور یہ بات بھی جائز نہ تھی کہ ہر لغت سات حرف پر

مل جل کر اصل لسان ہوجانے کا رواج موجود ہے اور چونکہ ایسی ہی
لغت قریش کے محاورہ کا تتبع سبعۃ احرف سے باقی ہے لہذا
بعینہ وہ ہی سب الفاظ موجود ہیں اب ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ اسی جگہ وہ شبہ بھی رفع کردیں جو بعض مخالفین مذہب اسلام نے
لکھا ہے کہ یہ کیونکر قرین قیاس ہے کہ جبرئیل ایک لفظ کو سات بار
پڑھتے ہونگے ہم جواب دیتے ہیں کہ ہر حرف سات حرف پر نہیں
پڑھا جاتا تھا جیسا کہ اوپر ہمنے بیان کردیا بلکہ جبرئیل ہر بار جب نازل
ہوتے تھے ایک ایک حرف یا دو دو حرف میں عرض کردیتے تھے
یہانتک کہ سات حرف تک نوبت پہونچی چنانچہ اتقان میں ہے کہ

واجیب بانہ انما یلزم هذا لو اجتمعت الاحرف
السبعۃ فی لفظ واحد ونحن قلنا کان جبریل یاتی فی کل
عرضۃ بحرف الی ان تمت سبعۃ

بلفظہ ایک اور بھی شبہ وارد ہوتا ہے کہ حدیث بخاری سے
شائع ہوا حضرت عمر فاروق رض اور ہشام بن حکیم میں دربارۂ اختلاف قرأت ثابت ہوتا ہے حالانکہ
وہ دونوں صحابی قریشی تھے پھر اپنی لغت قریش میں کیونکر نزاع کرتے ہونگے جواب اسکا
یہ ہے کہ ہشام رض نے غیر لغت قریش پر اوس لغت کو پڑھا ہوگا
جسکی اباحت آگئی تھی لہذا فاروق رض کو سنکر تعجب ہوا اور اگر ایسی ہی
لغت قریش میں پڑھتے تو جھگڑا کیوں پڑتا ہشام رض سمجھتے تھے کہ جیسا
میں نے سنا ہے یوں ہی پڑھنا درست ہے فاروق رض نے سمجھا کہ
میں نے اس لغت کو زبان سرور انس وجان سے تو سنا ہی نہیں ہے
ہشام کیونکر پڑھتے ہیں آخر رسول صلعم نے دونوں کو سمجھا دیا کہ اسطرح
اجازت ہے اور ایسا ہی نازل ہوا ہے دونوں کی قرأت صحیح ہے
اس تقریر سے یہ شبہ بھی رفع ہوگیا جو بعض علماء نے سمجھا ہے
کہ سات لغت بھی خاص قریش کے تھے نہ دیگر اقوام کے

اسیواسطے المان میں تھا سے فدل علی ان المراد
بالاحرف السبعۃ غیر اللغات سوال ثانی یہ ہے کہ بعض روایات سے
پایا جاتا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود فاتحۃ الکتاب اور معوذتین کو داخل قرأت
نہیں سمجھتے تھے اب یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ قرآن موجودہ پہ اجماع کل
صحابہ کا نہیں ہوا تھا یا یہ کہنا پڑے گا کہ ابن مسعود نے خرق اجماع کیا
وفیہ ما فیہ الجواب پہلے تو ہم صحت اوس روایت کی یقینا نہیں تسلیم
کر سکتے جس میں خلاف ابن مسعود کا مذکور ہے کیونکہ نقادان فن حدیث
کے نزدیک وہ حدیث موضوع و متکلم فیہ ہے اور افترا سے اوس قول کا
طرف ابن مسعود کے منع کیا گیا ہے چنانچہ امام نووی شرح المہذب میں
فرماتے ہیں اجمع المسلمون علی ان المعوذتین والفاتحۃ من القرآن
وان من جحد منہا شیئا کفر وما نقل عن ابن مسعود باطل
لیس بصحیح وقال ابن حزم فی المحلی ہذا کذب علی ابن مسعود
موضوع وانما صح عنہ قراءۃ عاصم عن زر عنہ وفیہا
المعوذتان والفاتحۃ انتہی اور بیہقی نے شرح حدیث میں لکھا ہے قولہ
لم یر مثلہن یعنی لم یکن آیات سورۃ کلہن تعویذ
للقاری غیر ہاتین السورتین ولذلک
کان صلی اللہ علیہ وسلم یتعوذ من عین الجان
وعین الانسان فلما نزلت المعوذتان اخذ بہما وترک
ماسواہما ولما سحر استشفی بہما وانما کان کذلک
لانہما من الجوامع فی ہذا الباب وفی الحدیث
دلیل واضح علی کون المعوذتین من القرآن
ورد علی من نسب الی ابن مسعود خلافہ انتہی بلفظہ
الحاصل جب کہ محققین فن حدیث کو صحت روایت سے انکار ہے

نہ اعتراض ابن مسعود پر وارد ہوتا ہے نہ اجماع صحابہ میں خلل
آسکتا ہے اور تمام اشکال سے خلاص حاصل ہوتا ہے چنانچہ
امام فخر الدین رازی رح سے بھی اتقان میں نقل کیا ہے والاغلب
على الظن ان نقل هذا المذهب عن ابن مسعود نقل باطل
وبه يحصل الخلاص عن هذه العقدة انتهى
اب ہم تنزل اختیار کرتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ ابن مسعود نے
فاتحۃ الکتاب اور معوذتین کو داخل اپنی مصحف کے نہیں کیا تھا
مگر اوس سے قرآنیت کا انکار لازم نہیں آتا کیونکہ وہ یہ نہیں کہتے تھے
کہ منزل من السماء اور وحی آسمانی نہیں ہیں بلکہ وہ یہ خیال کرتے تھے
کہ معوذتین محض واسطے تعوذ کے نازل ہوئی ہیں اور فاتحۃ الکتاب
معمول جاری کی سورہ نہیں ہے ہمیشہ پانچ وقت نماز میں پڑھی جاتی ہے
اور لکھ لینا صرف واسطے حفظ کتاب آسمانی کے ہے تاکہ سہو و محو
نہ ہوجاوے اور وہ سمجھتے تھے کہ قرآن میں ہمکو اوسیقدر داخل کرنا چاہیے
جسقدر خاص رسول صلعم نے ہمکو اجازت دی ہو لہذا اپنے پاس
مصحف جمع کرلیا تھا اور نہیں اونکو داخل کرتے تھے یعنے قرآن
ہونے کے تو قائل تھے مگر کتابت فی المصحف سے انکار کرتے تھے
چنانچہ قاضی ابوبکر رح نے لکھا ہے لم يصح عنه انها ليست
بقرآن الى قوله واسقطها من مصحفه
انكارا لكتابتها لا جحدا لكونها قرآنا لانه
كانت السنة عنده ان لا يكتب في المصحف الا ما امر النبي
صلى الله عليه وسلم باثباته فيه ولم يجده كتب ذلك
ولا سمعه امر به اور ابن قتیبہ نے لکھا ہے واما اسقاطه الفاتحة
من مصحفه فليس لظنه انها ليست من القرآن

ف؎ یعنی مذہب مذکور ابن مسعود سے منقول ہونا باطل ہے اور یہی اس اعتراض سے خلاصی ہوسکتی ہے

ف؎ نہ داخل کرنا اونکا سورہ فاتحہ کو اپنی مصحف میں بگمان عدم قرآنیت

معاذ اللّٰہ و ذہب ان القرآن انما کتب وجمع بین
اللوحین مخافۃ الشک والنسیان والزیادۃ و
النقصان و رأی ان ذلک مامون فی سورۃ
الحمد لقصرھا و وجوب تعلمہا علی کل احد بلفظہ
اب تو معلوم ہو گیا کہ سورۂ فاتحہ کو ابن مسعود نے اس خیال سے
مصحف مین نہین لکھا تھا کہ لکھ لینا قرآن کا صرف واسطے حفاظت
قرآن کے ہے تا کہ زیادہ نقصان و نسیان سے محفوظ رہے مگر چونکہ
سورۂ فاتحہ چھوٹی سی ہے اور نماز مین پڑھنے کے واسطے سیکھنا
اوسکا ہر مسلمان پر واجب ہے تو اوسمین وہ خطرہ نسیان و زیادہ
و نقصان کا نہین ہے جو باقی مصحف مین ہے اسواسطے مصحف مین
نہین لکھی تھی مگر اس راے سے نہ تو انکار قرآنیت سے لازم آتا ہے
نہ کوئی شبہہ پیدا ہوتا ہے ہر شخص کو اختیار تھا کہ جس سورۂ قرآنی کو
چاہے یاد رکھے چاہے لکھ رکھے تو مجموعہ قرآنی و وحی آسمانی مین
کیونکر خلل آسکتا ہے ابن مسعود کو ضرورت تحریر کی نہ معلوم ہوئی
تو نہ سہی اوسمین کیا قصور ابن مسعود کا ہے اور کیا شبہہ کی جگہ قرآن
شریف مین ہے اور معوذتین کی بھی قرآنیت سے انکار ثابت نہوا
اب چاہو اپنے پاس لکھ رکھو چاہو زبانی حفظ کر لو چاہو اون سورتون
سے تعوذ کرو چاہو تلاوت کا ثواب حاصل کرو قرآن شریف پر کوئی
اعتراض وارد ہوتا ہے نہ ابن مسعود کی وہ راے اجماع مین مخل ہو
کیونکہ لا یکتب المعوذتین فی مصحفہ سے نفی کتابت کی کسی
زمانہ مین پائی جاتی ہے نہ نفی اعتقاد قرآنیت کی قسطلانی بھی شرح
صحیح بخاری مین لکھتے ہین ان ابن مسعود لم ینکر قرآنیتہما و انما
انکر اثباتہما فی المصحف فانہ کان یری ان لا یکتب فی المصحف شئی

الا ان کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذن فی کتابتہ
فیہ وکانہ لم یبلغہ الاذن فی ذلک فلیس فیہ
جحد القرانیتہما بلفظہا قد ہذہ
ابی بکر الباقلانی فللہ درہ ما ادق نظرہ

اور دوسری روایتیں جو یہ لفظ ہے انہما لیستا من کتاب اللہ اگرچہ قول بھی ابن
مسعود کا صحیح مان لیا جاوے تب بھی مراد اوسکی یہی ہی کہ داخل قرآن سمجھکے نہ لکھتے تھے مصحف کو
کتاب اللہ اور قرآن شریف بولنے کی عادت راویان اخبار کی تھی کسی نے بصریح
لا یکتب المعوذتین اپنے گمان پر بیان کیا ہے کسی نے اونکا گمان
لکھ دیا ہے غرض دونوں کی واحد ہے اب ہم اس سے زیادہ تنزل
اختیار کرتے ہیں اور واسطے اطمینان خاطر معترضین کے تسلیم کرتے ہیں
کہ بال ابن مسعود ایسا ہی سمجھے ہونگے کہ معوذتین وفاتحہ قرآن سے
علیحدہ ہیں اور داخل کتاب اللہ نہ سمجھتے تھے بلکہ اوسکو کتاب اللہ سے
منفک کر دیتے تھے پھر بھی کسی حدیث صحیح سے یہ نہیں ثابت ہوتا
کہ وہ اپنے اسی اعتقاد پر بعد جمع ہونے قرآن شریف کے خلافت
حضرت عثمان رضؓ میں بھی قائم رہے تھے قبل جمع ہونے قرآن شریف
کے اپنی اپنی راے سے صحابہ کے پاس جو مختلف طور پر مصاحف
لکھے ہوی تھی اور اونکا حال جواب سوال اول میں ہم لکھ چکے اوسی اختلاف
کے دفع کرنے کے واسطے ضرورت جمع ہونے قرآن کی پڑی تھی اور بعد
جمع ہو جانے کے اوسی پر اتفاق صحابہ کا چلا آیا کسی نے کوئی دوسرا
مصحف جاری نہ رکھا نہ اختلاف کے ساتھ کتاب اللہ کی تلاوت باقی
رہی لامحالہ ابن مسعود بھی اوس اجماع سے خارج نہیں ہیں اور جب ابن
مسعود نے اپنی راے سابق سے رجوع کیا اور خطاے اجتہادی
اونکی بھی باقی نہ رہی تو ابن مسعود پر بھی طعن وارد نہیں ہوسکتا قبل جمع ہونے

قرآن سے اونکی سمجھ مین کچھ ہی کیون نہ آیا ہو مگر بعد اوس کے سب صحابہ کے ساتھ ایسے متفق ہوے کہ بعض قراء مابعد کا سلسلۂ اسناد اونہین تک پہونچتا ہے جسمین فاتحہ اور معوذتین داخل قرآن ہین چنانچہ محلی مین صاف موجود ہے هذا كذب على ابن مسعود موضوع وانما صح عنه قرأة عاصم عن زر عنه وفيها المعوذتان والفاتحة انتهى بلفظه او فتح الباری شرح بخاری مین ہے ثم لعله رجع عن قوله ذلك الى قول الجماعة وقد اجمع الصحابة عليهما واثبتوهما في المصاحف التي بعثوها الى سائر الآفاق اگر اسقدر پر بھی کسی کے دل سے اشتباہ نہ جاتا رہے تو کتاب ہدیہ سے سلسلۂ اسناد عاصم کا ہم نقل کیے دیتے ہین جو علاوہ سلسلہ زر کے بھی مروی ہے حیث قال والخامس عاصم امام الكوفة روى عنه ابوبكر شعبة بن عباس وحفص ابن ابی داود ورويا عنه قرأة وسماعا وقرأ عاصم على ابى عبد الرحمن عبد الله بن حبيب السلمى وزر بن حبيش واخذ ابو عبد الرحمن عن عثمان بن عفان وعلى بن ابى طالب وزيد بن ثابت وعبد الله بن مسعود رضى الله عنهم واخذ هؤلاء القراء عن النبى صلى الله عليه وسلم انتهى بلفظه

تنبیہ صحیح بخاری مین جو یہ حدیث وارد ہے قال انى عند عائشة ام المؤمنين رضى الله عنها اذ جاءها عراقى فقال اى الكفن خير قالت ويحك قال يا ام المؤمنين ارينى مصحفك قالت لم قال لعلى اولف القرآن عليه فانه يقرأ غير مولف الحديث اس حدیث سے نہ تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ عراقی کون تھا اور کس وقت مین حاضر ہوا تھا بعد شائع ہونے ترتیب و جمع قرآن کے

خلافت ثالثہ مین ماقبل اوس سے اور بشرط بداہت بھی مجموعہ
شہرت جدیدہ کی ہوچکی تھی اور اختلافات آراء خلائق رفع ہوگئے تھے
ماقبل اوس سے ایا تھا اور بعد شہرت بھی جائز ہے کہ اوسکے پاس
جو قرآن پہلے سے تھا وہ موافق جمع و ترتیب عثمانی کے نہو اب اوس
ترتیب کے موافق تصحیح کرنا چاہتا تھا کیونکہ ایک ایک ہی جلد چند
ملکون مین بھیجی گئی تھی بہت جابجا ہر شخص کو اوسکے موافق تصحیح کا
اتفاق ہونا محال عادی تھا پس اس حدیث سے جو ابن حجر نے
یہ خیال کیا ہے کہ اوسکے پاس مصحف غیر مولف موافق ترتیب ابن مسعود
کے ہوگا اور ابن مسعود اپنی قرأت پر روز اپنے مصحف کے معدوم
ہونے پر قائم تھے محض تحکم ہے اور بمقابلہ احادیث صحیحہ اقوال
کثیرہ محققین کے خلل انداز ہماری تقریر کا نہین ہے اور بالفرض یہ بات
بھی مان لیجاے کہ اوسکے پاس موافق ترتیب ابن مسعود کے تھا
تب بھی کچھ قباحت نہین ہے ہان اوسی قسم کی ترتیبین اور اختلافات
دفع کرنے کے واسطے جمع کرنا قرآن شریف کا ضرور ہوا تھا
اسی واسطے آہستہ آہستہ اپنے اپنے پاس سب نے موافق
ترتیب عثمانی کے نقل کر لیا پس جو واقعات عین زمانہ تصحیح مصاحف
کے ہون وہ منافی ہمارے مدعا کے نہین ہین اور بعض صحابہ نے
وقت پہونچنے قرآن کے ممالک بعیدہ مین قبل تنقیح اصل حال کے
اپنے پاس مصاحف قدیمہ رہنے دیے ہون اور دفعۃً واحدۃً
اونکو معدوم نکیا ہو خواہ اپنی قرأت پر قائم رہے ہون تو بھی
اوس سے مصحف عثمانی مین کچھ خلل نہین آسکتا ہے کیونکہ آخرکار
سب کا اتفاق اسی مصحف پر ہوتا چلا گیا اور تلاوت کرنا بعض
سورتون کا جو کہ موافق ترتیب عثمانی کے نہو کچھ قباحت نہین ہے

فاقرأوا بما تيسر من القرآن موجود ہے تو اپنی قرآت سے
رجوع نکرنا خواہ اپنے پاس کے قرآن کو جو پہلے سے موجود تھا
معدوم نکرنا دوسری بات ہے اور اتفاق کر لینا ترتیب عثمانی کو سابقہ
امر آخر ہے دونوں میں تعارض نہیں ہے اور جونکہ خود صاحب
فتح الباری لکھ چکے ہیں ثم لعله برجع عن قوله ذلک
الی قول الجماعۃ الخ تو پھر اوسکے خلاف وہ کیونکر خیال و جزم
و یقین ابن مسعود کی مخالفت کا کر سکتے ہیں لامحالہ قائم رہنا ابن مسعود کا
اپنی قرائت پر اور معدوم نکرنا اپنے مصحف سابق کا منافی اوس قول
فتح الباری کا نہوگا جو ابھی مذکور ہوا سوا اسکے یہ جائز ہے کہ بمجرد پہونچنے
مصحف عثمانی کے ابن مسعود کا رجوع منقول نہوا ہو اور ایک نئی بات
ظہور میں آنے سے قبل تدبر و تحقیق کے پہلا خیال ہی چند روز باقی
رہا ہو آخر کار رجوع اپنی رائے سے کیا ہو پس کوئی تعارض کسی
قول بے سند میں بھی باقی نہیں رہتا ہے ورنہ ہم ہرگز مقابلہ
احادیث صحیحہ او تحقیق علماء دین اور اتفاق جمہور امت کے مجرد
احتمال کسی عالم کا قابل یقین و ترجیح نہیں سمجھتے ہیں خصوصاً اس وجہ سے کہ جس حدیث عائشہ
صدیقہ سے وہ شبہ کیا جاتا ہی اوس میں ہرگز کوئی اشارہ مخالفت ابن مسعود کا نہیں ہے
نہ تو کوئی لفظ حدیث کا منطوقاً اشارہ کرتا ہی نہ کسی روایت کا فتح الباری میں حوالہ
دیا ہی جس سے مخالفت ابن مسعود کی ثابت ہو سکتی ہے مقابلہ متواترہ کے
مجرد احتمالات سے کام نہیں چلتا ہے الیقین لا یزول الا بمثلہ
اور قطع نظر اسکے اپنی قرات پر قائم رہنا اور اپنے مصحف کو
معدوم نکرنا مستلزم اس امر کا نہیں ہو سکتا کہ سورۂ فاتحہ و معوذتین
کی قرآنیت سے انکار ہو یا اونکی کتابت نکرنے پر بھی اصرار رہا ہو
نہایت مرتبہ یہ ثابت ہوگا کہ اونکی قرأت قائم رہی بسبب اختلافات

قرأت سے کیا بحث ہے کلام تو معوذتین اور فاتحۃ الکتاب میں ہے
کہ وہ ابن مسعود کے نزدیک وحی آسمانی تھیں یا نہیں اگر تھیں تو اونکی
کتابت قرآن میں ضرور چاہیے تھی یا نہیں جسکا جواب شافی ہم
دے چکے پس ابن حجر کے قول احتمالی و بلا سند تقریر سے بھی
ہمارے مدعا میں خلل نہیں ہو سکتا ہے اب ہم وہ احادیث
نقل کرتے ہیں جنسے ثابت ہوتا ہے کہ فاتحہ و معوذتین قرآن
شریف کی سورتیں ہیں صحیح بخاری میں ہے قلت یا رسول اللہ صلعم انک قلت
لاعلمنک اعظم سورۃ من القرآن قال الحمد للہ رب العلمین ہی السبع المثانی
والقرآن العظیم الذی اوتیتہ قسطلانی اسکی شرح میں لکھتے ہیں واسم القرآن یقع
علی البعض کما یقع علی الکل و یدل علیہ قولہ تعالی بما اوحینا
الیک ہذا القرآن یعنی سورۃ یوسف بلفظہ اب تو کچھ شک نہ رہا کہ سورہ فاتحہ
قرآن شریف میں داخل اور اوسکا ایک جزو ہے اور
ابن مسعود جو اوسکو بھی مثل معوذتین کے علحدہ رکھتے ہونگے
اوسکی وجہ ایک تو وہی ہے جو ہم اوپر لکھ چکے کہ اوسمیں احتمال
سہو و نسیان و زیادۃ و نقصان کا نہ تھا کیونکہ نماز میں پڑھنا
اوسکا ہر شخص پر واجب ہے دوسرے اوسکو بھی رقیہ سمجھتے تھے
تیسرے وہ معاملہ قبل جمع ہونے قرآن کا تھا اپنی اپنی
راے و اجتہاد کے موافق بعض صحابہ نے قرآن جمع کر رکھا تھا
چوتھے اونکا یہ گمان تھا کہ جس سورہ کو بالخصوص لکھنے کا
حکم حضرت صلعم نے دیا ہے اوسکو لکھونگا اب ہم
معوذتین کے متعلق احادیث بیان کرتے ہیں صحیح مسلم
میں ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الم تر آیات انزلت ہذہ

ف پوچھا میں نے رسول خدا صلعم سے کہ فرمایا تھا آپ نے سکھا دونگا مجھکو بڑی سورہ قرآن کی فرمایا الحمد للہ رب العالمین یہی سات آیتیں ہیں قرآن عظیم کا جو مجھے دی گئی ۱۲

ف جزو قرآن کو بھی قرآن بولتے ہیں چنانچہ فرمایا اللہ نے وحی کی ہمنے تجھپر یہ قرآن یعنی سورہ یوسف

ف فرمایا رسول خدا صلعم نے کیا تو نے دیکھا مثل ان آیتوں کے جو اس رات کو نازل ہوئیں یعنی معوذتین
[illegible]

[illegible]

اللیلة لم تر مثلهن قط قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ
برب الناس وعنه ایضاً امرنی رسول اللہ صلعم ان اقرأ
بالمعوذات فی دبر کل صلوة رواه ابوداود والترمذی وعند النسائی
عنه ایضاً ان النبی صلی اللہ علیه وسلم قرأهما فی صلوة الصبح
اور قسطلانی لکھتے ہیں قد تقید التواتر بطول ایرادها بلفظه

تنبیہ اس مقام پر ایک شبہ وارد ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف میں
سبع مثانی کے بعد حرف عطف کے ساتھ والقرآن العظیم ارشاد ہوا ہے
اور معطوف ومعطوف علیہ میں مغایرت ہونی چاہیے پھر کیونکر سورۂ فاتحہ
جزو قرآن ہو سکتی ہے جواب اسکا یہ ہے کہ جائز ہے کہ ذکر اشیٔ بوصفین
مراد ہوا اور ایک دوسرے پر معطوف ہو چنانچہ قسطلانی لکھتے ہیں
قال التوربشتی ان قیل کیف صح عطف القرآن علی السبع المثانی
وعطف الشیٔ علی نفسه مما لا یجوز قلنا لیس کذلک وانما هو
من باب ذکر الشیٔ بوصفین احدهما معطوف علی الاخر والتقدیر
آتیناک ما یقال له السبع المثانی والقرآن العظیم ای الجامع لهذین
النعتین وقال الطیبی عطف القرآن علی السبع المثانی المراد منه الفاتحة
وهو من باب عطف العام علی الخاص تنزیلا للتغایر فی الوصف منزلة
التغایر فی الذات والیه اومی صلی اللہ علیه وسلم بقوله الا اعلمک اعظم
سورة فی القرآن الخ دوسرا شبہ یہ ہے کہ حدیث میں هی السبع المثانی فرمایا ہے اور قرآن شریف میں
سبعاً من المثانی نازل ہوا کیا وجہ اختلاف کی ہے جواب اسکا بھی قسطلانی نے خوب دیا ہے
حیث قال اجیب بانه لا اختلاف بین الصیغتین اذا جعلنا من للبیان
بلفظه سوال تیسرا یہ ہے کہ قرات سبعہ کی کیا اصل حقیقت ہے اور
حصر اوسکا سات قراتوں میں صحیح ہے یا نہیں اور اونکے تواتر
کیا تحقیق ہوا ہے الجواب قرأت کا اختلاف مابدا سکے

سبعہ احرف سے ہے بعض علما نے جو اوسی کو سبعہ احرف مین محدود کیا ہے عند المحققین و جمہور علما سے دین قابل قبول نہین ہے جیسا کہ ہم بیان بھی کر چکے پس ایک ہی لغت مین اختلاف قرات کا ہے اور وجہ اوس اختلاف کی صریح ظاہر ہے کہ ادا کرنا الفاظ وحی کا ساتھ مخارج حروف اور کیفیت مد و ادغام و وقف و امالہ و اظہار و اخفا و سکتہ وغیرہ ضروریات کی ایک ہی لہجہ اور آواز اور محاورہ پر تمام قوم سے محال تھا جیسا کہ ہر ایک زبان مین آج تک اختلاف موجود ہے کہ تلفظ مین کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے اور اونہین اختلافات اہل لسان سے قواعد صرف و نحو کے اخذ کیے گئے ہین کوئی ذی علم تجربہ کار ذرا بھی اس باب مین تردد نہ کریگا کہ الفاظ کا ادا کرنا مختلف لب و لہجہ کے ساتھ لابدی و امر عادی ہے پس صحابۂ کرام بھی اور سامنے رسول صلعم کے سامنے تلاوت کرتے تھے اور نماز مین قرات قرآن کی اوسی عنوان تکلم کے ساتھ ہوا کرتی تھی اور جب شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونکو اس امر مین مجاز رکھا تھا اور تکلیف مالا یطاق مین گرفتار کرانا اور تسہیل کی جگہ دقت مین ڈالنا امت کا نبی الرحمہ صلعم کو منظور نتھا تو وہ اختلافات ابتدائے زمانہ نزول وحی سے آج تک صحیح و جائز چلا آیا اور چونکہ ہر وقت مین ہزارون بلکہ لاکھون قاری قرآن شریف کے ہوتے رہتے تو جسطرح تمام الفاظ قرآن کے متواتر ہین قرات بھی متواتر رہین اور بڑے بڑے شہرون مین بعض محققین کو امام اس فن خاص کے تنقید کا قرار دیا گیا تاکہ قرات متواترہ و شاذہ و احاد مین صحیح علیحدہ قول پر عمل رہے اور خلط ملط ہونے پاوے چنانچہ نافع امام اہل مدینہ کے و عبد اللہ بن کثیر امام اہل مکہ و ابو عمرو بن العلاء البصری

امام اہل بصرہ و عبد اللہ بن عامر امام اہل دمشق و عاصم امام اہل کوفہ
و حمزہ امام اہل کوفہ بعد عاصم کے و علی بن حمزۃ الکسائی امام اہل
کوفہ کے بعد حمزہ کے مشہور معروف ہوئے ان بزرگوارون فی تحقیق
قرات مین کمال حاصل کیا تھا اور اونکا اسناد طرق معدودہ کیساتھ
صحابہ کرام و رسول انام صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچتا تھا اور ان سے
اسناد متاخرین کا سلسلہ جاری تھا یہ طریقہ واسطے مزید احتیاط
اور قائم رکھنے علم قرائت و صحت اسناد کے جاری ہوا تھا ورنہ
وہ بزرگان دین موجد قرائت کے نہین ہین نہ اونہین سات پر
حصر صحیح ہے بلکہ علاوہ اونکے بھی ابی جعفر و شعبہ و اعمش وغیرہ
امام اس فن کے سمجھے گئے ہین اور ائمہ موصوفین سے ایسا
فیض جاری ہوا کہ قواعد منضبط ہوکر تدوین مین آگئے اور ذریعہ
تحقیق اقسام قرات کا بھی ہاتھ آیا الحاصل یہ اختلافات قرات کئی قسم
کے ہین ہر ایک کو علحدہ علحدہ یاد رکھنا ضروری ہے اول صرف
اختلاف تفخیم و ترقیق مخارج حروف کا ہے دوم تخفیف و تشدید و حذف
ہمزہ و وقف و ادغام و امالہ و مد و سکتہ و رسم خط وغیرہ کا ہے سوم بعض
الفاظ کو ابواب ثلاثی و رباعی مجرد مین ہی پڑھتے ہین اور اونہین
الفاظ کو ثلاثی مزید و رباعی مزید مین یا دوسرے باب مین بھی بولتے ہین
یا واحد کے صیغہ کو تھوڑی سی مد بڑھانے سے جمع پڑھتی ہین مثل
رفرف و رفارف و عبقری و عباقری چہارم کبھی کبھی بعض الفاظ کے
تلفظ مین اختلاف معنی بھی ہوجاتا ہے اور حرکات بھی بدل جاتی ہین
پنجم کوئی کلمہ زائد بھی بعض روایات مین پایا جاتا ہے قسم اول دوم سوم
مین صرف لب و لہجہ کی اختلاف سے اختلاف قرات ہوتا ہے اور
کوئی تغییر و تبدیل معنوی اس قسم کی نہین ہوجاتی کہ بحث کی ضرورت ہو

قسم چہارم مین کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ اگر اختلاف معنی سے بعض
معنی واحد کی نکل سکتی ہے تو اوسکو غایت مرتبہ فصاحت و بلاغت
مین سمجھنا چاہیے نہ کہ اوسمین شک و تردد کرنا اور اگر تعدد حکم کا بھی
ہوجاوے تو اوسکو بمنزلہ آیت علیحدہ کے سمجھنا چاہیے اور
یہ بھی کمال فصاحت و بلاغت ہے کہ ایسا کلمہ نازل ہوا کہ جب اوسکو
تھوڑی حرکت بدلنے کے ساتھ تلاوت کیا جاوے تو ایک دوسرا
حکم احکم الحاکمین کا بھی معلوم ہوجاوے اور اگر اختلاف اس قسم کا ہو کہ
دونون لفظ کے معنی مین تضاد پایا جاوے تو اس قسم کا اختلاف
تمام قرآن مین میری نظر سے نہین گذرا نہ کسی قرات متواترہ مین
ثابت ہوا اب جملہ صورتین اختلاف کی بیان کرکے ہم ایک امر
ضروری کی طرف تنبیہ کرتے ہین کہ سواے اوس قسم کے جو بعض
تلفظ و قواعد صرف و نحو و علم لغت و معانی بیان کی طریقہ پر مبنی ہین
باقی اختلافات قرائت اس قسم کے جنمین اختلافات احکام و معانی
پائے جاتے ہون ہرگز مقبول نکیے جاینگے جب تک احادیث
صحیح خواہ اجماع امت و تواتر سے ثبوت اوسکا نہوگا کیونکہ قرآن
ثابت نہین ہوتا اخبار احاد سے پس بمقابلہ قرات متواترہ کے
جو قرات شاذہ ثابت کیجایگی وہ کبھی معتبر نہوگی اور اوسکا پڑھنا
نماز مین جائز نہوگا اور اس امر مین کمال احتیاط کرنی ہوگی بعض اشخاص
فی زماننا جو یہ سمجھ رہے ہین کہ اختلافات قرائت سبعہ کا نام لیکر قرات
شاذہ کو بھی قرآن بیان کرنے سے ہماری ذی علمی ثابت ہوگی
اون سے خبردار رہنا چاہیے اب رہ گئی قسم پنجم جس مین کوئی کلمہ
زائد پڑھا جاوے میری تحقیق مین تمام قرآن شریف موجودہ میں
سوا کوئی کلمہ زائد تواتر یا احادیث مفید یقین یا اجماع امت سے

ثابت نہین ہے ہان بعض قرآت شاذہ بیان کیے جاتے ہین
جو نہ قرآن مین نہ حدیث پھر اونکا ذکر بھی بیفائدہ ہے الغرض
صرف قرائت متواترہ معتبر ہے خواہ ساتون ائمہ قرائت سے
مروی ہو خواہ اون کے سوا اور اماموں سے منقول ہو سوال
بعض مسائل شرعیہ ایسے بھی منقول ہین جو اخبار احاد سے اختلاف
قرائت مقبول رکھکر بیان کیے گئے ہین جواب ہرگز قرآن کا لفظ
ہونا کسی اخبار احاد سے یقین نہین کیا گیا ہان کبھی ایسا اتفاق
ہوا ہے کہ کوئی حدیث منجملہ اخبار احاد پائی گئی ہے اور اوسکے
علاوہ بھی ائمہ اربعہ کے نزدیک فعل صحابہ و اتفاق محققین تابعین
بھی دیکھ لیا گیا ہے اور اشارۃ النص بھی اپنے استنباط کا
سمجھ لیا ہے تب حکم اور فتوے دیا ہے بعض غیر محققین نے
غلطی سے سمجھ لیا ہے کہ شاید امام اعظم نے اخبار احاد سے
قرانیت کسی لفظ کی یقین کی ہے خواہ اس کا اختلاف
قرات مانا ہے حالانکہ ہرگز یہ وہم و گمان صحیح نہین ہے اور محض
بے اصل ہے ہمارے اصول کا مسئلہ یہی ہے ان التواتر
شرط فی ثبوت ما هو من القران اب تو اصل حقیقت اختلافات قرائت کی
اجمالاً بیان کر دی گئی اور اہل علم خوب سمجھ لین گے میری تقریر
خلاصہ ہے دفاتر طویلہ فن قرائت و اقوال محققین کا اور بعد توافق
و رفع تعارض اقوال و روایات مختلفہ کے غالباً قول فیصل یہی نکلیگا
جو مین نے عرض کیا ہے تمام اختلافات علماء دین کا نقل کرنا
محض تضیع اوقات سمجھکر اپنے تحریر کے عنایت مفیدات پیش کرتا ہون
اتقان مین ہے قال الزرکشی فی البرهان القران والقراۃ
حقیقتان متغایرتان فالقران هو الوحی المنزل علی محمد ...

اصلی اللہ علیہ وسلم للبیان والانجاز و القراۃ اخذ
الفاظ الوحی المذکور فی الحروف او کیفیتہا من
تخفیف وتشدید وغیرھما اور اتقان میں ہے
والاصل فی المد ما اخرجہ سعید بن
منصور فی سننہ حدثنا شہاب بن خراش
حدثنا مسعود بن یزید الکندی قال کان
ابن مسعود یقرئ رجلا فقرئ رجل انما الصدقات
للفقراء والمساکین مرسلۃ فقال ابن مسعود
ماھکذا اقرأنیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فقال کیف اقرأھا یا ابا عبد الرحمن قال
اقرأنیہا انما الصدقات للفقراء والمساکین
فمدوھا ھذا حدیث جلیل حجۃ و نص
فی الباب رجال اسنادہ ثقات اخرجہ
الطبرانی فی الکبیر بلفظہ اس حدیث صحیح الاسناد سے
معلوم ہوا کہ قراءت کی تعلیم بھی حضرت ختم رسالت صلعم سے صحابہ کرام تک پہنچی اور صحابہ سے
تابعین میں پہونچی اور حدیث مرفوع حذیفہ سے بھی پایا جاتا ہے کہ صحابہ کرام الحان و صوتوں کی بھی تعلیم فرماتے تھے
قال الدانی الفتح والامالۃ لغتان مشہورتان
علی السنۃ الفصحاء من العرب الذین
نزل القرآن بلغتہم فالفتح لغۃ اھل الحجاز
والامالۃ لغۃ عامۃ اھل نجد من تمیم
واسد وقیس قال والاصل فیہا حذیفۃ
مرفوعا اقرءوا القرآن بلحون العرب
واصواتہا وایاکم واصوات اھل الفسق واھل الکتابین بلفظہ

اه ابن الجزری فی کتاب النشر من قرابه وفی کلامهم علی دلیل
علی وجوب ذلک وفی کلام ابن عمر رض برهان
علی ان تعلمه اجماع من الصحابة و
صح بل تواتر عندنا تعلمه والاعتناء به
من السلف الصالح کابی جعفر یزید بن
القعقاع احد اعیان التابعین. و صاحبه
وصاحب الامام نافع وابی عمرو و یعقوب وعاصم
وغیرهم من الائمة وکلامهم فی ذلک
معروف ونصوصهم علیه مشهورة فی
الکتاب الخ بلفظه وقال ابو جعفر النحاس فی تصنیفه
حدثنا محمد بن الانباری ثنا هلال بن
العلاء ثنا ابی وعبد الله بن جعفر قالا ثنا
عبید الله بن عمرو الرقی عن زید بن ابی انیسه
عن القاسم بن عوف البکری قال سمعت عبد الله
ابن عمر یقول لقد عشنا برهة من دهرنا وان
احدنا لیوتی الایمان قبل القرآن و تنزل
السورة علی محمد صلی الله علیه وسلم
فنتعلم حلالها وحرامها وما ینبغی ان یوقف عنده
منها کما تتعلمون انتم الیوم القرآن ولقد راینا الیوم
رجالا یوتی احدهم القرآن قبل الایمان فیقرء ما بین فاتحته
الی خاتمته ما یدری امره ولا زاجره ولا ما ینبغی ان یوقف عنده
منه قال النحاس فهذا الحدیث یدل علی انهم کانوا یتعلمون
الاوقاف کما یتعلمون القرآن وقول ابن عمر و

لقد عشنا برهة من دهرنا يدل على ان ذالك
اجماع من الصحابة واخرج هذا الاثر البيهقي في
سننه وعن علي رض في قوله تعالى ورتل القران ترتيلا
قال الترتيل تجويد الحروف ومعرفة الوقوف كذا في
الاتقان وايقفه وقال مكي من ظن ان قراءة هؤلاء القراء كنافع
وعاصم هي الاحرف السبعة التي في الحديث فقد غلط
غلطا عظيما قال ويلزم من هذا ان ما خرج عن قراءة
هؤلاء السبعة مما ثبت من الائمة غيرهم ووافق خط
المصحف ان لا يكون قرانا وهذا غلط عظيم
قال الذين صنفوا القراءة من الائمة
المتقدمين كابي عبيد القاسم بن سلام
وابي حاتم السجستاني وابي جعفر الطبري واسماعيل
القاضي وقد ذكروا اضعاف هؤلاء وكان
الناس على راس المائتين بالبصرة على قراءة
ابي عمرو ويعقوب وبالكوفة على قراءة حمزة وعاصم
وبالشام على قراءة ابن عامر وبمكة على
قراءة ابن كثير وبالمدينة على قراءة نافع واستمروا على
ذلك فلما كان على راس الثلاث مائة اثبت
ابن مجاهد اسم الكسائي وحذف
يعقوب قال والسبب في الاقتصار على
السبعة مع ان في ائمة القراء من هو اجل
منهم قدرا ومثلهم اكثر من عددهم
ان الرواة عن الائمة كانوا كثيرا جدا

فلما تقاصرت الهمم اقتصروا مما يوافق خط
المصحف على ما يسهل حفظه وتنضبط القراءة به
فنظروا الى من اشتهر بالثقة والامامة وطول
العمر في ملازمة القراءة والاتفاق على الاخذ عنه
فافردوا من كل مصر اماما واحدا ولم يتركوا مع
ذلك نقل ما كان عليه الائمة غير هؤلاء
من القراءة ولا القراءة به كقراءة يعقوب
وابي جعفر وشيبة وغيرهم وفي منع
الموانع انما قلنا في جمع الجوامع والسبع متواترة
ثم قلنا في الشاذ والصحيح انه ما وراء العشرة ولم
نقل والعشرة متواترة لان السبع لم يختلف في
تواترها فذكرنا اولا موضع الاجماع ثم عطفنا عليه
موضع الخلاف الخ انتهى في الاتقان وقال في جواب
سؤال ساله ابن الجزري القراءة السبع التي
اقتصر عليها الشاطبي والثلاث التي هي
قراءة ابي جعفر ويعقوب وخلف متواترة
معلومة من الدين بالضرورة
وكل حرف انفرد به واحد من العشرة
معلوم من الدين بالضرورة انه منزل على
رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يكابر في شيء من ذلك
الا جاهل انتهى وقال ابو شامة شاع على السنة
جماعة من المقرئين المتأخرين وغيرهم
من المقلدين ان السبع كلها متواترة اي كل

فرد فرد مما روی عنهم قالوا والقطع بانها
منزلة من عند الله واجب ونحن بهذا
نقول الحاصل فيه المشهورون باقراء القران
من الصحابة سبعة عثمان وعلي رض وابي رض
وزيد بن ثابت وابن مسعود وابو الدرداء وابو
موسی الاشعری كذا ذكرهم الذهبي في
طبقات القراء قال وقد قرء على ابي جماعة
من الصحابة منهم ابو هريرة وابن عباس
وعبد الله بن السائب رضي الله عنهم
واخذ ابن عباس عن زيد ايضا واخذ
منهم خلق من التابعين فممن كان
بالمدينة ابن المسيب وعروة وسالم وعمر بن
عبد العزيز وسليمان وعطاء ابنا يسار ومعاذ بن
حارث المعروف بمعاذ القاری وعبد الرحمن
ابن هرمز الاعرج وابن شهاب الزهری
ومسلم بن جندب وزيد بن اسلم وبمكة عبيد وعطاء
ابن رباح وطاوس ومجاهد وعكرمة وابن ابی مليكة
وبالكوفة علقمة والاسود ومسروق
وعبيدة وعمرو بن شرحبيل والحارث بن قيس
والربيع بن خيثم وعمرو بن ميمون وابو عبد الرحمن
السلمي وزر بن حبيش وعبيد بن نضيلة وسعيد بن
جبير والنخعي والشعبي وبالبصرة ابو العالية وابو رجاء
ونصر بن عاصم ويحيى بن يعمر والحسن وابن سيرين وقتادة

وبالشام مغيرة بن ابی شهاب المخزومی صاحب
عثمان وخلیفة بن سعد صاحب ابی الدرداء و
ثم تجرد قوم واعتنا بضبط القراءة اتم عنایة
حتی صاروا ائمة یقتدی بهم ویرحل الیهم
فکان بالمدینة ابو جعفر بن القعقاع
ثم شیبة بن نصاح ثم نافع بن ابی نعیم و
بمکة عبد الله بن کثیر وحمید بن قیس
الاعرج ومحمد بن محیصن وبالکوفة یحیی بن
ثابت وعاصم بن ابی النجود وسلیمان الاعمش ثم
حمزة ثم الکسائی وبالبصرة عبد الله بن ابی
اسحاق وعیسی بن عمر وابو عمرو بن العلاء
وعاصم الجحدری ثم یعقوب الحضرمی
وبالشام عبد الله بن عامر وعطیة بن قیس
الکلابی واسماعیل بن عبد الله بن
المهاجر ثم یحیی بن الحارث الذماری ثم شریح
بن یزید الحضرمی واشتهر من هولاء
فی الافاق الائمة السبعة نافع واخذ عن سبعین من
التابعین منهم ابو جعفر وابن کثیر واخذ عن عبد الله
بن السائب الصحابی وابو عمرو واخذ عن التابعین
وابن عامر واخذ عن ابی الدرداء واصحاب عثمان
وعاصم واخذ عن التابعین وحمزة واخذ عن عاصم والاعمش
والسبیعی ومنصور بن المعتمر وغیرهم والکسائی اخذ عن
حمزة وابی بکر بن عیاش ثم انتشرت القراء فی الاقطار

وتفرقوا مما بعد امسهو واشتهر من رواه كل طريق
من طريق السبعة راويان فعن نافع قالون
وورش عنه وعن ابن كثير قنبل والبزى
عن اصحابه عنه وعن ابى عمرو والدورى
والسوسى عن اليزيدى عنه وعن ابن عامر
هشام وذكوان عن اصحابه عنه وعن عاصم ابوبكر
ابن عياش وحفص عنه وعن حمزة خلف و
خلاد عن سليم عنه والكسائى والدورى
وابو الحرث الخ بلفظه وقال الكواشى كلما صح سنده
واستقام وجهه فى العربية ووافق خط المصحف
الامام فهو من السبعة المنصوصة ومتى فقد شرط
من الثلاثة فهو الشاذ وقد اشتد انكار ائمة
هذا الشان على من ظن انحصار القراءة
المشهورة فى مثل ما فى التيسير والشاطبية
واخر من صرح بذلك الشيخ تقى الدين السبكى
فقال فى شرح المنهاج قال الاصحاب تجوز القراءة
فى الصلوة وغيرها بالقراءة السبع ولا تجوز بالشاذ
وظاهر هذا يوهم ان غير السبع المشهورة من
الشواذ فقد نقل البغوى الاتفاق على
القراءة لقراءة يعقوب وابى جعفر مع السبع المشهورة
وهذا القول هو الصواب قال واعلم ان الخارج عن السبع
المشهورة على قسمين منه ما يخالف رسم
المصحف فهذا لا شك فى انه لا تجوز قراءته لا

فی الصلوة ولا غیرها ومنه ما لا یخالف رسم
المصحف ولم تشتهر القراءة به وانما ورد من
طریق غریب لا یعول علیها وهذا یظهر المنع من
القراءة به ایضا ومنه ما اشتهر عند ائمة هذا
الشان القراءة به قدیما فهذا لا وجه للمنع منه الخ

الحاصل قرائت متواترہ نماز وغیر نماز میں معتبر ہے نہ شاذہ اور
متواترہ کی تعریف ہم بیان کر چکے اور قرائت شاذہ کا حکم مثل خبر احاد کے ہے

اتقان میں ہے اختلف فی العمل بالقراءة الشاذة فنقل امام
الحرمین فی البرهان عن ظاهر مذهب الشافعی انه
لا یجوز وتبعه ابو نصر القشیری وجزم به ابن
الحاجب لانه نقله علی انه قرآن ولم یثبت
وذکر القاضیان ابو الطیب والحسین
والرویانی والرافعی العمل بها تنزیلا لها
منزلة خبر الاحاد وصححه ابن السبکی فی جمع
الجوامع وشرح المختصر وقد احتج الاصحاب علی قطع
یمین السارق بقراءة ابن مسعود وعلیه
ابو حنیفة رح ایضا واحتج علی وجوب
التتابع فی صوم کفارة الیمین بقراءته
متتابعات ولم یحتج بها اصحابنا لثبوت نسخها
کما سیاتی انتهی بلفظه اقول المتواتر
هو السبعة ای القرآت السبع المنسوبة
الی الائمة السبع نافع وابن کثیر وابی عمرو وابن
عامر وعاصم وحمزة والکسائی والرواة والحفاظ

اشتهر بحفظ القرآن من الصحابة عثمان
وعلي وابي وزيد بن ثابت وعبد الله بن
مسعود وابو الدرداء ومعاذ بن جبل وابو زيد
الانصاري ثم ابو هريرة وعبد الله بن عباس
وعبد الله بن السائب رضي الله عنهم اجمعين
واشتهر من التابعين يزيد بن القعقاع و
عبد الرحمن الاعرج ومجاهد بن جبير و
سعيد بن جبير وعكرمة وعطاء بن يسار وابن
ابي رباح والحسن البصري وعلقمة بن قيس والاسود
وزر بن حبيش وعبيدة السلماني ومسروق
واليهم ترجع السبعة فان نافعا اخذ عن ابي
جعفر وابن كثير اخذ عن عبد الله بن السائب
وابا عمرو اخذ عن ابي جعفر ومجاهد وابن
عامر اخذ عن ابي الدرداء وعاصما اخذ عن
زر وحمزة اخذ عن عاصم والكسائي
اخذ عن حمزة هذه خلاصة ما في اتمام الدراية
لقراء النقاية للشيخ العلامة السيوطي وغاية
البسط والتفصيل في التحبير للشيخ المذكور المرحوم
وفي مسلم الثبوت وشرحه القراءة
السبع المنسوبة الى الائمة السبع نافع وابن
كثير وابي عمرو وابن عاصم وابن
عامر وحمزة والكسائي متواترة ونسبتها
الى السبعة انما هي لاختصاصهم بالتصدي وافناء

العمر في انتسابها الا انهم هم النقلة فقط فتدبر فانه
حق واضح انتهى محصلہ وهكذا في الاتحاف
والنشر للعلامة الجزري القاري وذكر في
الكشف الكبير في اصول الفقه الحنفي ان
القراءة السبع كلها متواترة عند الكل كذا في العقود
العشر للعلامة احمد بن يحيى بن محمد بن سعد الدين
التفتازاني وهكذا في التوضيح والتلويح و التفسير
النيشاپوري ومعالم التنزيل والبيضاوي وغيره من
كتب التفسير والحديث والفقه كما لا يخفى
على المهرة اولى الابصار والالباب والله اعلم بالصواب
اور مرقاة شرح مشكوة میں ہے قوله انزل القرآن
على سبعة احرف وقد جاء في رواية نزل القرآن على
سبعة احرف كلها شاف وكاف قيل المراد
سبعة احرف سبع لغات للعرب مشهور لها
بالفصاحة فان حرف الشيء طرفه ولهذا سميت
حروف التهجي لانها اطراف الكلم وهذه سبعة
اطراف اللغات وهي لغة قريش وطي
وهوازن واهل اليمن و ثقيف وهذيل
و بني تميم فان القرآن نزل اولا بلغة قريش
و لما شق على كل العرب القراءة بلغتهم رخص
في ذلك وكان ذلك سوال منه صلعم ربه عز وجل
كما ورد في حديث ابي بن كعب قد اورده النووي
في شرحه وكانوا القرءوه على اللغات المختلفة المذكورة

لكان يشتهى كل احد الى امارة عثمان رض فلما كتب
المصاحف وارسل النسخ الى بلاد الاسلام جمع
الناس على لغة قريش بعد ما جمعه زيد بن
ثابت بامر ابى بكر واستصواب عمر رض بجموع اللغات
وامر عثمان بمحوها ماعداه رفعا للخلاف الذى
وقع فى الناس بانكار بعضهم قراءة بعض و يكفر
كل من الفريقين اخر ولم يبق من الحروف المختلفة
فيها على نهج التواتر الا شئ يسير وبقى المختلف
فيه من الادغام والامالة والوقف وغير ذلك
من القسم المشترك الذى اشتهر عند القراء
السبع لاتصال سنده على اصله متواترا به
وما عدا ذلك فانه متروك لا يقرأ به ولا يحتج
لفقد الضرورة التى دعت اليه فى اول الوهلة
ثم لسقوط الرواية عنه وانعدام التواتر فيه
وهذه العلة هى التى يعتمد عليها ما فى ترك القراءة
التى تخالف نظم المصحف المجمع عليه وهذا القول
هو المعتمد عليه الذى عليه اكثر الشراح حيث
وقيل المراد به قراءة السبع فانها كلها متواترة ثبتت
انزالها وقرائتها يترتب على كل واحدة منها احكام
التلاوة من جواز الصلوة بها وحرمة مس المحدث
والجنب ايانا وقد ثبتت قراءة يعقوب فصارت
ثمانية وقد يدعى العشر انها متواترة والقول
المختار الذى عليه الجمهور هو الاول انتهى بلفظه

الحاصل جو مجموعہ مرتبہ قرآن شریف ہے اور ہم لوگ اوسکی
تلاوت کرتے ہین یہی متواتر اور بلا تحریف و تبدیل ہے اور اخیر
مرتبہ جو جبرئیل نے آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر عرض
کیا تھا وہی باقی ہے اوسکو خلافت راشدہ مین جمع کیا گیا تھا
اور اوسیکو قائم رکھنے کے واسطے حضرت عثمانؓ نے باجماع
صحابہ کرامؓ سعی بلیغ فرمائی تاکہ مابعد اوسکے جو الفاظ بعض شخصون
نے لغات منسوخہ کے لکھہ رکھے تھے اور وہ باعث اختلاف
فی القرآن کے آیندہ زمانہ مین ہوجاتے محو کیے گئے نقص
قرآن مین نہ کچھ ہوئی ہے نہ زیادتی اور رسم کتابت مین بھی
قریش کا طریقہ اختیار کیا گیا تھا اور وہ ہی صحابہ منتظم مقرر ہوئے تھے
خود بھی حافظ قرآن تھے اور عرضہ اخیرہ جبرئیل مین بھی حاضر تھے
اور رسول صلعم سے بلا واسطہ سیکھے ہوئے تھے اور زمانہ خلافت
شیخین مین بھی موجود تھے اور کاتب وحی بھی تھے اور جب
شبہہ کسی بات مین ہوتا تھا تو تحقیق کرکے تھوڑی [?] رفع کرلیا جاتا تھا
لامحالہ قرآن شریف مین کسیطرح کا شک نہین ہے نہ کوئی
اعتراض وارد ہے چوتھا سوال آیات منسوخ التلاوت کی بابت
مین جو روایات وارد ہین قرآنیت بعض آیات کی جو روایات
مذکورہ مین منقول ہین قابل تسلیم ہے یا نہین اور اعتماد روایات
موصوفہ پر ہونا چاہیے یا نہین اگر [?] موضوع اور ناقابل اعتماد ہین
الجواب قرآنیت کسی آیت کی اخبار احاد سے ثابت نہین
ہوسکتی کیونکہ واسطے تسلیم قرآن کے تواتر شرط ہے
ہان ملا قدر مشترک روایات متعددہ سے اسقدر علم
ضروری حاصل ہوتا ہے کہ بعض آیات کی تلاوت منسوخ ہوگئی

ہاں تعین اس امر کا کہ فلاں آیت قرآن کی یقیناً تھی اون
روایات سے نہیں ہو سکتا البتہ جسطرح استخراج احکام
شرعیہ دلیل ظنی سے جائز ہے باعتبار صحت بعض احادیث
صحیح کے حکم شرعی کا استنباط ہو سکتا ہے مگر اعتقاد قرآنیت کا
بغیر تواتر و علم قطعی کے متعذر ہے لہذا ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں
کہ کوئی آیت جو منسوخ التلاوت روایات غیر متواترہ میں مذکور
ہے قرآن کا حکم اوسپر نہیں ہو سکتا محض حدیث کے درجہ
میں وہ روایت رہ جائیگی اور جیسا قاعدہ تنقید احادیث
صحیحہ و سقیمہ کا ہے اون روایات میں بھی جاری رکھا جائیگا
اور جب کوئی حدیث صحیح مان لیجائیگی تو مفید علم ضروری ہوگی
علم قطعی و تواتر مجرد روایت کے دیکھنے سے نہیں حاصل ہوگا
تفاسیر میں اکثر آیات کی ذیل میں جو اختلافات قرائت لکھ گئے ہیں
اونمیں بھی متواتر اور شاذ دونوں قسم کے ہیں پس جب کسی
آیت منسوخ التلاوۃ یا کسی قرائت کی تحقیق منظور ہو تو وہی
قاعدہ کلیہ مرعی ہوگا کہ قرآنیت بغیر ثبوت تواتر کے تسلیم
نکیجائیگی روایت صحیحہ بمنزلہ حدیث کے رہیگی جسکے بعد
توافق و تعارض روایات کے علم ظنی و ضروری حاصل ہوگا
اور وہ اسکے استنباط احکام شرعیہ کے کام آسکیگی اور
قرائت میں بھی وہی قرائت نماز میں پڑھنی جائز ہوگی جسکا
تواتر ثابت ہو نہ شاذ و متکلم فیہا لہذا فن قرائت کیطرف
رجوع کرنا علماء کا ضروری ہے مجرد دیکھ لینا کسی تفسیر میں کافی
نہیں ہے کیونکہ مفسرین کے اقوال اکثر جامع روایات کے
ہوا کرتے ہیں تنقید روایات کی کمتر کیجاتی ہے اور غرض اونکی

یہ ہوتی ہے کہ اس آیت کی تفسیر مین کسقدر قول لکھے ہین اور سا یقین کیا کیا فرماتے ہین بعض مفسرین کسی کسی جگہ تحقیق بھی لکھہ دیتے ہین بعض نہین لکھتے تفسیر درمنثور سیوطی کا بھی ایسا ہی حال ہے کہ صدہا روایات اوسمین موجود ہین مگر نوبت تنقید و تحقیق راجح مرجوح کی نہین پہونچی لہذا اکثر اہل ضلالت بحوالہ اوسی تفسیر کے خامہ فرسائی اور شک اندازی کیا کرتے ہین جس اصول کو مین نے عرض کیا ہے محقق کو ہرگز چھوڑنا نہ چاہیے ورنہ ٹھوکرین کھائیگا اور چونکہ ہر فن کی کتابین علیحدہ علیحدہ موجود ہوتی ہین لہذا جس فن کی بحث پیش آوے اوسی کی طرف رجوع کرنا لازم ہوگا جسوقت کوئی حدیث تفاسیر مین دیکھی جاوے تو اوسکی اسناد کی تلاش کرنی لازم ہے اور یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ اسماء الرجال مین وہ راوی کیسے لکھے گئے ہین اور وہ روایت کسقدر احادیث صحیحہ سے موافقت یا مخالفت رکھتی ہے اور اصول علم حدیث کا اقتضا مرا اوسکے باب مین کیا ہے اور مفسرین مین بھی دو قسم کے علماء گذرے ہین بعضے ایسے بھی ہین کہ تفسیر و حدیث دونون کے امام ہین مثلاً حضرت بغوی رح صاحب معالم التنزیل اونکی تفسیر مین اکثر روایات باسناد خاص موجود ہین اور اونکے مثل جو علماء ہین زیادہ تر اونکا کلام فن حدیث مین اعتبار کے لائق ہے گو تفسیر ہی مین کیون نہ لکھین اور امام رازی رح اگرچہ بڑے محقق و متکلم اور جامع علوم دینی ہین مگر اپنی تفسیر مین التزام نہین کیا ہے کہ کوئی حدیث یا روایت ضعیف یا مرجوح یا موضوع نہ لکھین اونکی تفسیر جامع اقوال و احتمالات کثیرہ ہے بیان کیا گیا

کلبی اور ثعلبی کا قول بھی لکھہ دیتے ہین اور اونکی یہ بھی عادت ہے
کہ احتمالات جسقدر وارد ہوسکتے ہین لکھتے چلے جاتے ہین کبھی تو
جواب بھی شبہات مخالفین کا دیدیتے ہین کبھی اعتراض یا شبہہ
بے حقیقت سمجھکر یا غیر ضروری جانکر اوسکے تردید مین کچھہ نہین
لکھتے ہین کبھی علم کلام و تردید فلاسفہ وملاحدہ و فرق باطلہ کیطرف
متوجہ ہوجاتے ہین تو اوسی فن کے طرز پر کلام جاری ہوتا ہے
یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جو شبہہ یا احتمال یا اعتراض تفسیر کبیر مین
لکھکر جواب اوسکا چھوڑ دیا ہے وہ لاجواب یا مقبول و مسلم
اہل سنت وجماعت کا ہے یا اگر جواب بھی لکھا ہے تو اوسی جواب
حصر ہوگیا ہے اوس سے عمدہ دوسرا جواب متکلمین فرقہ حقہ کے
پاس نہین ہے بعض مبتدع اور مبتلاے ہواے نفسانی کی
عادت ہے کہ ایک فقرہ تفسیر کبیر کا نقل کردیتے ہین اور اہل سنت
الزام دیتے ہین اور عوام بلکہ متوسطین یہ سمجھ لیتے ہین کہ جو کچھہ
تفسیر کبیر مین لکھا ہے وہ گویا منطوق آیت قرآنی ہین داخل ہے
حالانکہ ایسا خیال نکرنا چاہیے صفت جامعیت وصحت مضامین
باعتبار اکثریت وحصول فوائد علم تفسیر وغیرہ فوائد مین وہ تفسیر
نہایت عمدہ ہے مگر سر عبارت پر تکیہ کرلینا محققین کی شان سے
بعید ہے اور مخفی نرہے کہ کشاف کے مصنف معتزلی مذہب ہے
جنکو ہمارے مذہب حق سے بہت اختلاف ہے لہذا جس جا
اپنے مذہب اعتزال کی تائید کی ہے اوس سے خبردار رہنا
چاہیے اور میلان اونکے مذہب کا طرف امامیہ کے ہے
اوس سے بھی غافل نرہنا چاہیے اور وہ کلبی وغیرہ مجروحین
کے اقوال بھی لکھتے ہین اونکو مسلمات اہل سنت مین سمجھنا

اوسیقدر جو موافق ہون نہ مخالف اور بیضاوی نے اکثر کشاف
سے اخذ مطالب کیا ہے اسیطرح مدارک مین بھی بعض مقام
مہور مین آیا ہے پس جب کسی عقیدہ کی بحث ہو یا کسی مسئلہ کی
تحقیق منظور ہو تو کسی ایک تفسیر کی عبارت پر ختم کرنا اعتقاد کا
اور تمام ضروریات علم کلام سے غافل نہ رہنا چاہیے مگر یہ بھی نہ سمجھنا چاہیے
کہ مفسرین مذکور کے تمام اقوال ناسمجھ ہین یا کوئی حدیث صحیح
نہین لکھی ہے یا کوئی تفسیر کسی آیت کی مجمع علیہ اور متفق علیہ نہین ہے خذ ما صفا ودع ما کدر پر
عمل کرنا چاہیے فائدہ امام احمد حنبل رح کا قول دربارہ بے اعتباری احادیث مندرجہ
تفاسیر کے نقل کر کے بعض اشخاص معترض ہوتے ہین مگر جواب
اوسکا اتقان وغیرہ مین دیا گیا ہے اور وہ قول اگر صحیح بھی ہو
تو اونہین تفاسیر سے متعلق ہے جو اونکے وقت مین کسی
ایسے مفسر نے لکھی ہونگی جسنے التزام صحت روایات کا نہین
کیا تھا نہ کہ آیندہ قیامت تک جو تفسیر تصنیف ہوتی جاوے
وہ اوسی قول سے مردود ٹھہرائی جاوے اور بعض نظر اخراج
علما نے جو تفسیر کبیر کی نسبت بیان کیا ہے کہ اوسمین سب کچھ ہے
سواے تفسیر کے اونکی یہ غرض نہین ہے کہ تفسیر کبیر لغو اور
واہیات ہے بلکہ اوسمین بحث تمام یا اکثر علوم کی دیکھی ہے
اور ترجمہ آیات کا التزام نہین کیا ہے اسواسطے یہ لطیفہ
کہا جاتا ہے مگر امام رازی نے یہ سوچا ہے کہ ترجمہ آیات کا
یا حل کرنا معنی آیات کا اکثر تفاسیر مین ہوتا ہے الا کوئی ایسی
تفسیر بھی چاہیے جس مین معنی بھی حل کیے جاوین اور
مسائل کا بھی استخراج ہو اور اعتراضات و شبہات
سے بھی بحث کیجاوے اپنے طور کی یہ تفسیر بے مثل ہے

الحاصل تنقید و تصحیح کرنا منع نہین ہے اور مفسرین کی نسبت
بد اعتقادی اور انکی توہین کرنا اور کل منقولات کو نامعتبر
سمجھنا محض مکابرہ ہے واللہ اعلم و علمہ اکمل و اتم ؎

خاتمة الطبع

الحمد للہ سے علی احسانہ کہ رسالۂ مفید انام مؤید القرآن نام مولفہ جناب
مولوی علی بخش خانصاحب بہادر جج ماتحت عدالت گورکھپور مطبع نامی
منشی نولکشور لکھنؤ مین بماہ نومبر سنہ ۱۸۷۷ء مطابق ماہ رمضان سنہ ۱۲۹۴ ہجری طبع ہوا